خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنّہ کا ترجمان اور دینی علمی تبلیغی اصلاحی سلسلہ

التربیت

فاروقہ سرگودھا

٦

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ / فروری ۲۰۱۷ء

بیادگار شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر حلیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بانی و بفیضِ دعا پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

مدرسہ احیاء السنّہ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۰ ضلع سرگودھا

فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

مومن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالَم کا خزینہ

گر سُنّتِ نبوی کی کرے پیروی اُمّت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

یہ دولتِ ایماں جو ملی سارے جہاں کو
فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

جو قلب پریشاں تھا سدا رنج و الم سے
فیضانِ نبوت سے ملا اس کو سکینہ

جو دردِ محبت کا ودیعت تھا ازل سے
مومن پہ ہوا کشف وہ مدفون خزینہ

اے ختمِ رُسل کتنے بشر آپ کے صدقے
ہر شر سے ہوئے پاک بنے مثلِ نگینہ

خالی جو تھا انوارِ محبت کی رِمق سے
اک آگ کا دریا سا لگے ہے وہی سینہ

صدقے میں ترے ہو گیا وہ رہبرِ اُمّت
جو کفر کی ظلمت سے تھا اِک عبد کمینہ

اے صلِّ علیٰ آپ کا فیضانِ رسالت
جو مثلِ حجر تھا وہ ہوا رشکِ نگینہ

جو ڈوبنے والا تھا ضلالت کے بھنور میں
اب رہبرِ اُمّت ہے وہ گمراہ سفینہ

جو کفر کے ظلمات سے تھا ننگِ خلائق
ہے نورِ ولایت سے منور وہی سینہ

اخترؔ کی زباں اور شرفِ نعتِ محمد
اللہ کا احسان ہے بے خون و پسینہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنّہ کا ترجمان اور دینی علمی تبلیغی اصلاحی سلسلہ

التربیت

فاروقہ (سرگودھا)

(٦)

بیادگار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ / فروری ۲۰۱۷ء

بفیضانِ نظر

حکیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ اشرف المدارس و خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی)

بانی و بفیضِ دعا

پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور)

سرپرست

فقیہِ وقت حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

نگران

حضرت ابو حماد قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مدظلہم

(مہتمم مدرسہ احیاء السنّہ فاروقہ ضلع سرگودھا)

مدیر

محمد ارمغان ارمان

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

مدرسہ احیاء السنّہ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۰ ضلع سرگودھا

0301/0335-6750208

E-mail: ehyaussunnah@gmail.com

Web: www.ehyaussunnah.blogspot.com

فہرست

اِنسان پر دو لازمی حالتیں اور دو ضروری عبادتیں

مُدِیر کے قلم سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

حکیم الاُمّت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرّہٗ (م ۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ انسان پر دو حالتوں میں سے ایک حالت کا رہنا لازمی ہے؛ یا تو ایسی حالت ہو گی کہ مُوجبِ راحت ہو گی' اور یا مُوجبِ ناگُواری ہو گی، اس کے سوا تیسری حالت نہیں۔... پس گُوارا (یعنی مُوافقِ طبع) حالت پر شکر' اور ناگُوار (خلافِ طبع) پر صبر ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان پر ہر وقت یہ دو عبادتیں (یعنی صبر و شکر) بطورِ مانعۃ الخلو کے واجب ہیں، یعنی ایسی حالت کوئی نہیں ہے کہ اس میں ایک بھی واجب نہ ہو۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں دونوں واجب ہوں؛ مثلاً ایک ناگوار حالت پیش آئی' تو صبر واجب ہوا، اور عین اس حالت میں بہت سی اس پر نعمتیں بھی ہیں؛ بلکہ یہ ناگُوار حالت بھی اگر غور کیا جاوے' تو ایک نعمت ہے، تو بعینہٖ اسی وقت میں اس اعتبار سے شکر بھی واجب ہے۔ اب ہم کو اپنی حالت کا موازنہ کرنا چاہیے کہ ہم کتنا صبر و شکر کرتے ہیں؟[۱]

"صبر اور شکر" دونوں کے فضائل اور ان کے متعلق تاکیدی و ترغیبی ہدایات میں کثرت سے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویّہ اور آثارِ مبارکہ وارِد ہیں، جس سے ان دونوں اَوصاف کا مقام و مرتبہ اور ضرورت واَہمیت واضح ہوتی ہے۔ صبر اور شکر میں افضلیت واَہمیت کسے زیادہ حاصل ہے؟ علّامہ ابنِ قیّم الجوزیّہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ علّامہ ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۵۹۷ھ) نے اس بارے میں تین اقوال ذکر کیے ہیں:

(۱) صبر افضل ہے۔ (۲) شکر افضل ہے۔ (۳) دونوں برابر ہیں۔

پھر علّامہ ابنِ قیّم نے قائلین کے دلائل و نُصوص، دونوں کے معنیٰ و حقیقت اور باہم موازنہ و جائزہ کے بعد فیصلہ فرمایا کہ دراصل صبر اور شکر' دونوں میں تلازُم ہے، دونوں ایک دوسرے کی

---

[۱] خطباتِ حکیم الاُمّت: ۲۱/ ۳۲۵، وعظ: الشکر۔

حقیقت میں داخل ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر ان کا وُجود نہیں ہو سکتا، یعنی کسی ایک کے بغیر دوسرا غیر معتبر و غیر مکمل ہو گا۔ کیوں کہ صبر و شکر ایمان کی گاڑی کے دو پہیے ہیں، اس لیے ہر مومن کے لیے ان دونوں اَوصاف سے یکساں طور پر آراستگی ضروری ہے، دین وایمان کی تکمیل و ترقی دونوں سے ہوتی ہے اور تقویٰ کی اساس بھی یہ دونوں ہیں۔[۲] ہاں! مُوافق حالات کے لیے شکر اور نامُوافق حالات کے لیے صبر زیادہ مناسب و مطلوب ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اب صبر و شکر کے متعلق ایک آیت و حدیث ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۝[۳]

”اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو“۔ مُراد اس سے مومن ہے کہ صبر و شکر میں کامل ہونا اسی کی صفت ہے۔ (اس آیت پر حضرت تھانوی کا وعظ ”الشکر“ دیکھیے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے انس! ایمان کے دو حصے ہیں؛ ایک صبر، اور دوسرا شکر“۔[۴]

معلوم ہوا کہ کامل مومن کی زندگی ان دونوں اَجزا کی تکمیل سے معمور ہوتی ہے۔ چُناں چہ ایک حدیث میں مومن بندہ کی شان حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی کہ:

”مومن کی بھی عجیب شان ہے کہ اس کی ہر حالت اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہے، اور یہ بات صرف مومن کے لیے مخصوص ہے، کوئی اور اس کے وَصف میں شریک نہیں ہے۔ اگر اس کو (رِزق و فراخی و وُسعت، راحت و چین، صحت و تندرستی، نعمت و لذّت اور طاعت و عبادت کی توفیق کی صورت میں) خوشی حاصل ہوتی ہے، تو وہ خدا کا شکر اَدا کرتا ہے، پس یہ شکر اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو (فَقر و اِفلاس، مَرض و تکلیف، رَنج و اَلم اور آفات و حادثات کی صورت میں) مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ (اپنے کریم و حکیم رَبّ کا فیصلہ اور اس کی مشیّت جانتے ہوئے) اس پر صبر

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

---

۲ مستفاد: عدّة الصابرين وذخيرة الشاكرين لابن قيم الجوزية، مع اُردو ترجمہ، وغیرہ۔

۳ لقمن: ۳۱، وأنظر: ابرهيم: ۵، سبا: ۱۹، الشورى: ۳۳۔ (از: بیان القرآن للتھانوی)

۴ عن أنس رضي الله عنه، فضيلة الشكر للخرائطي: ۳۹(۱۸)، ط: دار الفكر بيروت۔ وتفسير الطبري، تفسير القرطبي، مسند الشهاب للقضاعي، مسند الفردوس للديلمي، شعب الإيمان للبيهقي، عدة الصابرين لابن قيم، وغيرهم۔

انتخاب از: ''خزائن القرآن''

لطائف و معارف سورۃ الفاتحہ

از افادات: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے شاہ عبدالقادر صاحب تفسیر ''موضح القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرشِ اعظم کے سامنے لکھایا ہوا ہے:

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ.

یعنی ''میری رحمت اور میرے غصہ میں دوڑ ہوئی تو میری رحمت غصہ سے آگے بڑھ گئی''۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ''از قبیل مراحمِ خسروانہ'' یعنی شاہی رحم کے طور پر لکھایا ہے تاکہ جو بندے قانون کی رُو سے مغفرت نہ پاسکیں، مَیں ان کو اپنے شاہی رحم سے معاف کردوں۔ جس طرح اَخباروں میں آپ پڑھتے ہیں کہ سزائے موت کے مجرم نے سپریم کورٹ سے مایوس ہوکر شاہ سے رحم کی اَپیل (Appeal) (درخواست) کردی؛ بادشاہ کو قانوناً اختیار رہوتا ہے کہ جس کو چاہے معاف کردے۔ لیکن دُنیا کے بادشاہ معاف کرنے میں بھی پابندِ قانون ہوتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ فرما کر بتادیا کہ مَیں قیامت کے دن کا مالک رہوں گا، قوانین کا پابند نہیں رہوں گا؛ جس کو چاہوں گا' سزا دوں گا، جس کو چاہوں گا' اپنے مراحمِ خسروانہ سے' شاہی رحم سے معاف کردوں گا۔

آگے ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ جس کا ترجمہ ہے کہ اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ عربی لغت کے قاعدہ کے مطابق یہاں حصر کے معنیٰ پیدا ہوگئے؛ پس اگر کوئی شخص یہ ترجمہ کرے گا کہ اے اللہ ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں، تو ترجمہ غلط ہوگا۔ حصر کے معنیٰ کے لیے ''ہی'' یا ''صرف'' لگانا ضروری ہے، یعنی ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے؛ نہ بُتوں کو پوجتے ہیں، نہ پتھروں کو پوجتے ہیں، نہ درختوں کو پوجتے ہیں، نہ سورج اور چاند کو پوجتے ہیں، نہ آسمان و زمین کو پوجتے ہیں، اے خدا ہم صرف آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، ہمارا سَر

صرف آپ کے لیے خاص ہے، ہم کہیں اپنا سَر نہیں رکھ سکتے مگر آپ کی چوکھٹ پر۔ اسی کو مَیں نے اس شعر میں کہا ہے ؎

ہمارا مرکزِ اُمیدِ رحمت آپ کا دَر ہے
کسی کے دَر پہ تو یاربّ یہ پیشانی نہیں جاتی

ایک ہندو نے ایک مسلمان سے اعتراض کیا کہ جب تم حج کو جاتے ہو، تو تم بھی تو پتھر کو سجدہ کرتے ہو' کعبہ کے سامنے جھکتے ہو۔ مسلمان نے جواب دیا کہ ہم ''بیت اللہ'' کو سجدہ نہیں کرتے، ''ربّ البیت'' کو سجدہ کرتے ہیں، اور یہ شعر پڑھا ؎

کافر ہے جو سجدہ کرے بت خانہ سمجھ کر
سر رکھا ہے ہم نے درِ جانانہ سمجھ کر

یعنی ہم نے سَر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ سمجھ کر، ہم اس پتھر کو سجدہ تھوڑی کرتے ہیں۔ ہم گھر کو سجدہ نہیں کرتے' گھر والے کو سجدہ کرتے ہیں، خانۂ کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے' صاحبِ خانہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ مولانا جلال الدین رُومیؒ فرماتے ہیں ؎

حج کردن زیارتِ خانہ بود
حج ربُّ البیت مردانہ بود

عام لوگوں کا حج خانۂ کعبہ کی زیارت ہے' بیتُ الرَّب کی زیارت ہے، اور یہ بھی نعمت ہے، لیکن ربُّ البیت کا طواف کرنا' طواف میں گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنا اللہ والوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس کو جتنا زیادہ تعلق ہوتا ہے، اتنا ہی اس کو بیت اللہ میں لطف اور مزہ آتا ہے، بیت اللہ پر نظر پڑتے ہی اس کی رُوح کی پرواز عرشِ اعظم تک ہوتی ہے اور بیتُ الرَّب میں گویا وہ ربُّ البیت کو دیکھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہاں بھی کچھ لوگ طواف کرنے والی عورتوں کو دیکھتے ہیں اور اپنی کرگسیت کا ثبوت دیتے ہیں، گندے لوگ وہاں بھی گندہ عمل کرتے ہیں اور اللہ والے تجلیاتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے معنیٰ ہوئے کہ اے خدا ہم آپ ہی کی بندگی کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں

گے، لیکن نَعْبُدُ میں جو ضمیر ہے نحن اس میں ایک لطیف علم ہے کہ ہم اپنے قلب کے اعتبار سے، اپنے قالب کے اعتبار سے، جسم کے اعتبار سے، رُوح کے اعتبار سے، اپنی آنکھوں سے، اپنے کانوں سے، اپنی زبان سے یعنی **بجمیع اعضاء بدن و بجمیع اعضاء باطن** آپ کے بندے ہیں اور آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، ہم سَر سے پَیر تک، ظاہر سے باطن تک آپ کے بندے ہیں۔ کیوں کہ بندہ **بجمیع اعضاءہٖ و بجمیع اجزاءہٖ** بندہ ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوسکتا کہ خود تو بندہ ہو اور اس کے اعضا بندگی سے آزاد ہو جائیں؛ لہٰذا یہ نہیں ہوسکتا کہ آنکھیں آزاد ہو جائیں کہ جس حسین کو چاہیں' دیکھیں، کان آزاد ہو جائیں کہ جو گانا چاہے' سنیں، قلب آزاد ہو جائے کہ گندے خیالات پکائے، جب کُل بندہ ہے' تو جُز کیسے بندہ نہ ہوگا؟ پس نَعْبُدُ کی ضمیر میں لطیف اشارہ ہے کہ ہم جو مجموعہ ہیں ظاہر و باطن کا، قلب و قالب کا، جسم و رُوح کا' ہم آپ کے بندے اور غلام ہیں، لہٰذا ہماری آنکھیں اور کان اور تمام اعضا آپ ہی کی عبادت کریں گے، ہماری آنکھیں آپ کی مرضی کے خلاف کسی حسین کو نہیں دیکھیں گی، کان وہی سنیں گے' جس سے آپ خوش ہوں گے، زبان وہی کہے گی' جس سے آپ ناراض نہ ہوں گے، دِل وہی غم اُٹھائے گا' جس غم سے آپ خوش ہوں گے، یعنی گناہ چھوڑنے کا غم اور وہی سوچے گا جس سے آپ ناراض نہ ہوں۔ پس جسم و قلب و جان کے اعتبار سے ہم آپ کے بندے ہیں اور آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا کوئی جز، کوئی عضو آپ کی نافرمانی نہیں کرے گا؛ کیوں کہ نافرمانی کرنا عبادت کے منافی ہے۔

حضرت حکیم الامت مجدّد الملّت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ اِنتہائے سلوک ہے، سلوک کی منتہا ہے؛ کیوں کہ جب عبدیت کامل ہو جائے، تو سمجھ لو! سلوک طے ہوگیا، بندہ منزل کو پا گیا۔ جس کی بندگی کامل ہو جائے' یعنی جس کے ظاہر و باطن پر، قلب پر، قالب پر، جسم و جان پر اللہ کی بندگی کے آثار ظاہر ہو جائیں، یعنی ظاہر بھی فرمانبردار ہو جائے اور باطن بھی فرمانبردار ہو جائے، وہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ کا مصداق ہوگیا؛ پھر اس کے گال پر بلیڈ نہیں چل سکتا' کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ گال بھی بندہ ہے، ڈاڑھی ایک مشت سے کم نہیں ہو سکتی، آنکھیں بدنظری نہیں کر سکتیں، دِل گندے خیال نہیں پکا

سکتا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کی کسی قسم کی نافرمانی میں وہ مبتلا نہیں ہوگا، اگر اِحیاناً کبھی خطا ہوگئی، تو اس کو چین نہیں آسکتا جب تک توبہ نہ کرلے، تو سمجھ لو کہ اس کو نَعْبُدُ کا مقام حاصل ہوگیا، اس کا سلوک طے ہوگیا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ''رُوح المعانی'' میں ایک سوال قائم کیا کہ نَعْبُدُ جمع متکلم ہے جو ہم ہر نماز میں جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں، لیکن جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو واحد متکلم کے بجائے نَعْبُدُ ہی پڑھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ پھر اس کا جواب علامہ آلوسی نے خود ہی دیا کہ مفرد نماز میں بھی جمع متکلم کا صیغہ نَعْبُدُ اس لیے ہے کہ گویا بندہ کہتا ہے کہ یا اللہ! میری عبادت قصور، کوتاہیوں اور تقصیرات سے مملوء ہے اور آپ کی عظمت کے شایانِ شان نہیں، اس لیے ہم اپنی تنہا عبادت پیش نہیں کرتے، بلکہ رُوئے زمین کے اولیاء اللہ کی مقبول نمازوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں، تاکہ اپنے پیاروں کی مقبول عبادت کے ساتھ ہماری عبادت کا کھوٹا مال بھی آپ قبول فرمالیں۔ (جاری ہے)

فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز پڑھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا: جو لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے، میرا دِل چاہتا ہے کہ مَیں ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔ بتایئے! رحمۃ اللعالمین کا کام آگ لگانا ہے؟ معلوم ہوا کہ معاملہ بہت اہم ہے۔، ترکِ جماعت بہت بڑا جرم ہے۔ (باتیں اُن کی یاد رہیں گی: ۸۶)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(بقیہ صفحہ ۳۲) سفر پر یا عمرہ کہا ملاقات ہوئی میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا ایسے سلام نہیں لیتے جاؤ اور دوبارہ واپس آؤ اور سلام کرو، میں سمجھ گیا اور دوبارہ سلام کیا تو آپ نے فرمایا اب ٹھیک ہے، اب جاؤ اور دوسروں کو سکھاؤ۔

اس مجلس کو دیکھ کر مجھے حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی۔ آپ مدرسہ حقانیہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے ''پاکستان کا تھانہ بھون''، مجھے بھی اس مجلس کو دیکھ کر یہی محسوس ہوا کہ تھانہ بھون کا سب سے زیادہ اثر پاکستان کے اس مرکز پر ہوا۔ نام بھی ''خانقاہ اشرفیہ، اختریہ، مقیمیہ'' اور کام بھی اشرف۔ یہ سب حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کے کام کو تمام عالم میں عام فرمائے اور فیضِ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یونہی پھیلتا رہے۔ آمین یا رب العالمین

انتخاب از: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت'' مشکوٰۃ، کتاب الرقاق

دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے''۔(رواہ مسلم)

تشریح: مومن اگر مصائب اور بلاؤں میں مبتلا ہے، تو اس کے لیے اس کی دُنیا کا جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں قید خانہ ہونا واضح ہے، اور اگر مومن دُنیا کی نعمتوں اور عیش میں ہے، تو جنت کی اُن نعمتوں کے مقابلے میں، جن کو اس کی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھا اور نہ کبھی سنا اور نہ اس کے دِل میں اس کا خطرہ اور خیال گزرا، پھر بھی وہ قید خانہ میں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارِد ہے کہ حق تعالیٰ نے اہلِ جنت کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں:

لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَآ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ.

(متفق علیہ)

''نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کے کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا''۔

اور کافر اگر بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے، تب بھی یہ دُنیا اس کی دوزخ کے مصائب کے مقابلے میں جنت ہے، اور اگر عیش میں ہے، یعنی شہواتِ نفسانیہ کی تمام لذتوں کو اُڑا رہا ہے، تب بھی دوزخ کی تکالیف کے مقابلے میں موت سے قبل یہ دُنیا اس کی جنت ہے۔

نیز یہ کہ مومن دُنیا سے آخرت کی طرف خروج کی تمنّا رکھتا ہے اور کافر دُنیا میں خلود یعنی ہمیشہ رہنے کی تمنا کرتا ہے؛ اس لحاظ سے بھی یہ دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ اور مقصود اس حدیثِ پاک کا یہ ہے کہ مومن کے نزدیک دُنیا کی نعمتوں کی آخرت کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی، اگرچہ بظاہر کثیر اور جلیل القدر ہوں، اور اس کی تمام تر فکر آخرت کی (باقی صفحہ ۲۴ پر)

انتخاب از: ''پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں''

گھر اور مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دُعائیں اور سُنّتیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گھر سے نکلنے کی دُعا:

(۱) گھر سے مسجد یا کہیں بھی جانے کے لیے باہر نکل کر یہ دُعا پڑھنا:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: ''مَیں اللہ کے نام کے ساتھ نکلا' مَیں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ گناہوں سے بچنے کی اور نیکیاں کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے''۔

(۲) اطمینان سے جانا' دوڑ کر نہ جانا۔ (یہ صرف مسجد کے لیے ہے) (ابن ماجہ)

گھر میں داخل ہونے کی دُعا:

(۱) اور مسجد سے یا جہاں کہیں سے بھی گھر میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھنا اور پھر گھر والوں کو سلام کرنا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ.

بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَ عَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا.

(ابو داؤد)

ترجمہ: ''اے اللہ! مَیں آپ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے ہم نکلے اور ہم نے اپنے اللہ پر بھروسہ کیا''۔

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں:

(۱) داہنا پیر مسجد میں داخل کرنا۔ (۲) بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۶)

(۳) دُرود شریف پڑھنا، مثلاً:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.

(ابن ماجہ، فیض القدیر، جلد ۱، صفحہ ۳۳۶)

(۴) دُعا پڑھنا، مثلاً:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

(ابن ماجه)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے‘‘۔

(۵) اعتکاف کی نیت کرنا۔ (شامی، جلد ۲، صفحہ ۴۳۵)

مسجد سے باہر آنے کی سنتیں:

(۱) بایاں پَیر مسجد سے باہر نکالنا۔ (۲) بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

(۳) دُرود شریف پڑھنا، مثلاً:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.

(۴) دُعا پڑھنا، مثلاً:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں‘‘۔

(بقیہ صفحہ ۳) کرتا ہے، پس یہ صبر بھی اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے‘‘۔[۵]

یعنی مومن بندہ کے لیے کسی حالت میں بھی نقصان نہیں ہے، ہر حالت میں عظیم نفع، بلند مقام و مَرتبہ اور بے شمار اَجر و ثواب ہے۔ در حقیقت اللہ کے سچے بندوں کی شان یہی ہے کہ وہ دونوں کا حق اَدا کرتے ہیں۔ کیا خوب فرمایا حضرت والا مُرشدی و محبوبی نَوّر اللہ مَرقدہٗ نے ؎

عبدیت کا توازن ہے قائم
صبر سے شکر سے اس جہاں میں

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنا صابر و شاکر بندہ بنائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

---

[۵] عن صهيب رضى الله عنه، رواه مسلم: ۴/۲۲۹۵ (۵۳۲۲)، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، ط: دار الكتب العلمية بيروت. كذا في المشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر، الفصل الأول۔

(قسط نمبر:۲)

حقوق الاسلام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

اولاد کے حقوق:

جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں، اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تا کہ اولاد اچھی پیدا ہو۔

(۲) بچپن میں محبت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا کہ اولاد کو پیار کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے، بالخصوص لڑکیوں سے دِل تنگ نہ ہونا' اُن کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر اَنّا (دائی) کا دُودھ پلانا پڑے، تو خلیق اور دین دار اَنّا تلاش کرنا کہ دُودھ کا اثر بچہ کے اخلاق میں آتا ہے۔

(۳) ان کو علمِ دین واَدب سکھلانا۔

(۴) جب نکاح کے قابل ہوں، ان کا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مَر جائے، تو نکاح ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارفِ ضروریہ کا برداشت کرنا۔

دُودھ پلانے والی اَنّا کے حقوق:

اَنّا بھی بوجہ دُودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے، اس کے حقوق بھی وارِد ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) اس کے ساتھ ادب وحرمت سے پیش آنا۔

(۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو، تو اس سے دریغ نہ کرنا۔

(۳) اگر میسر ہو، تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے لیے دینا۔

(۴) اس کا شوہر چُوں کہ اس کا مخدوم ہے اور یہ اس کی مخدومہ ہے، تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

سوتیلی ماں کے حقوق:

سوتیلی ماں چُوں کہ باپ کے قرین [قریبی] ہے' اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے، اس لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ''ماں باپ کے انتقال کے بعد'' ان کے تحت جو ذکر ہوا، وہ کافی ہے۔

بہن بھائی کے حقوق:

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے، پس ان میں باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے' جیسے مابین والدین واولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیے۔

رشتہ داروں کے حقوق:

اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آئے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) اپنے محارم [یعنی وہ قریبی رشتہ دار جن سے اس کا نکاح جائز نہیں] اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں، تو بقدر کفالت ان کے نان ونفقہ [اخراجاتِ ضروریہ] کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان ونفقہ اس طرح تو واجب نہیں، لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔

(۲) گاہ بگاہ اُن سے ملتا رہے۔

(۳) اُن سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے' تو صبر افضل ہے۔

(۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے، تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

استاد اور پیر کے حقوق:

استاد اور پِیر چُوں کہ باعتبار تربیتِ باطنی کی مثل باپ کے ہیں، اس لیے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لا اسلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربیٰ کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضراتِ سادات کرام کا اِکرام و

اِحترام بھی معلوم کرنا چاہیے۔اور چُوں کہ شاگرد مُرید مثل اولاد کے ہیں،تو اپنے استاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے ماں باپ کے ہوا، پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے۔قرآنِ مجید میں لصاحب بالجنب جو آیا ہے،اس میں بھی داخل ہے۔

شاگرد اور مرید کے حقوق:

چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے شفقت و دِلسوزی میں،ان کا حق مثل حق اولاد کے ہے۔

زوجین کے حقوق:

حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں:

(۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے۔

(۲) ان کو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے۔

(۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے،اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر وسکوت کرے۔اگر احیاناً ضرورت تادیب [تنبیہ و اِصلاح] کی ہو،تو توسط [اِعتدال] کا لحاظ رکھے۔

اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں:

(۱) اس کی اطاعت اور ادب وخدمت و دِل جوئی ورَضا جوئی پورے طور سے بجالائے،البتہ غیر مشروع امر [ناجائز وحرام کاموں] میں عذر کردے۔

(۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

(۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے۔

(۴) اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رَنج پہنچے۔بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

حاکم اور محکوم کے حقوق:

حاکم ومحکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ ونائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رَعیت اور نوکر

وغیرہ سب داخل ہیں، اور جہاں مالک ومملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔

حاکم کے ذِمہ یہ حقوق ہیں:

(۱) محکوم پر دُشوار احکام نہ جاری کرے۔

(۲) اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت [جھگڑا وغیرہ] ہو جائے، عدل کی رعایت کرے، کسی جانب میلان نہ کرے۔

(۳) ہر طرح اُن کی حفاظت وآرام رسانی کی فکر میں رہے۔ داد خواہوں [تعریف وتحسین اور حوصلہ وصلہ کی خواہش رکھنے والوں] کو اپنے پاس پہنچنے کے لیے آسان طریقہ مقرر کرے۔

(۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے، کثرت سے معاف کر دیا کرے۔

اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق:

(۱) حاکم کی خیر خواہی واطاعت کرے، البتہ خلافِ شرع امر میں اطاعت نہیں۔

(۲) اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے، صبر کرے، شکایت وبددُعا نہ کرے۔ البتہ اس کی نرم مزاجی کے لیے دُعا کرے اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے تاکہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کر دیں، ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔

(۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے، اس کے ساتھ احسان کی شکر گزاری کرے۔

(۴) براہِ نفسانیت [ناجائز خواہش اور بغیر وجہ کے] اس سے سرکشی نہ کرے۔ اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں، غلاموں کا نان ونفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں، دائرۂ حکومت میں رہنے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار [آزاد] ہیں۔

سسرالی عزیزوں کے حقوق:

قرآنِ مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سُسر اور سالے و بہنوئی اور داماد اور بہو اور رَبیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی

قدر رہوتا ہے۔اس لیے ان تعلقات میں بھی رعایتِ احسان واخلاق کے کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیے۔

عام مسلمانوں کے حقوق:

علاوہ اہلِ قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔اصبہانی نے ''ترغیب وترہیب'' میں بروایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ حقوق نقل کیے ہیں:

(۱) بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کرے۔(۲) اس کے رونے پر رحم کرے۔(۳) اس کے عیب کو ڈھانکے۔(۴) اس کے عذر کو قبول کرے۔(۵) اس کی تکلیف کو دُور کرے۔(۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔(۷) اس کی حفاظت ومحبت کرے۔(۸) اس کے ذِمہ کی رعایت کرے۔(۹) بیمار ہو تو عیادت کرے۔(۱۰) مَر جائے تو جنازے پر حاضر ہو۔(۱۱) اس کی دعوت قبول کرے۔(۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔(۱۳) اس کے احسان کے مکافات کرے۔(۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے۔ (۱۶) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے۔ (۱۷) اس کی حاجت روائی کرے۔ (۱۸) اس کی درخواست کو سُنے۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرے۔(۲۰) اس کی مراد سے ناامید نہ کرے۔ (۲۱) وہ چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے، تو جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے۔ (۲۲) اس کی گم شدہ چیز کو اس کے پاس پہنچا دے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) نرمی وخوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔ (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے۔(۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم کھا بیٹھے، تو اس کو پورا کردے۔(۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے، اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو روک دے۔(۲۸) اس کے ساتھ محبت کرے، دُشمنی نہ کرے۔(۲۹) اس کی رُسوا نہ کرے۔(۳۰) جو بات اپنے لیے پسند کرے، اس کے لیے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں:

(۳۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے، اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔(۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے، تین روز سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے۔(۳۳) اس پر (باقی صفحہ ۲۹ پر)

(قسط نمبر:۱)

آداب المعاشرت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادب ۱... جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا قصداً مقامِ خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے یا سونے کے لیے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہو گا یا اس کو گرانی و پریشانی ہو گی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام مت کرو، بلکہ یا تو چلے جاؤ۔ اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو مخاطب سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے۔ اس سے تنگی نہیں ہوتی اور یا فرصت کا انتظار کرو' جب اس کا فارغ دیکھو مل لو۔

ادب ۲... جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب ۳... مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ ایسے شغل میں رُکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو خلجان ہو گا، بلکہ سلام پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لیے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب ۴... بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے۔ تکلّف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں۔ اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے۔ جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہیے۔

ادب ۵... بعضے آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس سے دل اُلجھتا ہے' یا پشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں۔ سو اگر وہ اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہے تو پیچھے نماز

پڑھنے والے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا اور محبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب۶... بعضے آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گزرنے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً در کے سامنے یا دیوارِ شرقی سے بالکل مل کر نہ پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گزر سکے۔ سو ایسا نہ کرے، بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب۷... کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو۔ اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمھارے آنے کی خبر نہ ہو، کیوں کہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے تو بدون اس کی رضا کے اس کے راز پر مطلع ہونا بری بات ہے۔ بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو وہ بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمھارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو تو اس کو ہر طرح سن لینا درست ہے تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب۸... کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گرانی کے بھی انکار نہ کر سکے گا۔ اگرچہ یہ مانگنا بطور قرض یا رعایت ہی کے ہو۔ البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گرانی ہی نہ ہوگی یا اگر گرانی ہوئی تو یہ آزادی سے عزر کر دے گا تو مضائقہ نہیں۔ اور یہی تفصیل ہے کسی کام بتلانے میں کوئی فرمائش کرنے میں کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آج کل بہت ہی شامل ہے۔

ادب۹... اگر کسی بزرگ کا جوتا اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو۔ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب۱۰... بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہیے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہوتی ہے۔

ادب۱۱... کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبراوے اور نہ اس

قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلیف ہو۔

ادب ۱۲... مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

مہمانی کے آداب:

ادب ۱۳... اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو، خواہ تو اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام وطعام ضائع ہی گیا۔

ادب ۱۴... اسی طرح مہمان کو چاہیے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کیے ہوئے قبول نہ کرے۔

ادب ۱۵... اسی طرح مہمان کو چاہیے کہ جہاں جائے میزبان سے اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب ۱۶... کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے۔ انتظار نہ کرائے۔ بعضے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا۔ اور موقع بھی نہ رہا۔ اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۱۷... اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب ۱۸... کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب ۱۹... بعض دفعہ کسی ایسے موقع پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھی رہتی سونے یا بیٹھنے کے لیے چارپائی بچھائی جاتی ہے۔ سو جب فارغ ہو جائے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے۔ تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ (جاری ہے)

(قسط نمبر:۱)

جزاء الاعمال

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

باب اوّل: اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دُنیا کا کیا نقصان ہے؟

یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا، مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل وترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا۔ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قُرب کے عوض بُعد حصہ میں آیا، تسبیح وتقدیس کی جگہ کفر وشرک، جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہلِ زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک زمین پر پٹک پٹک کے مارے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور بتامہم ہلاک ہو گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی، وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی، وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا، وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیروزبر کر ڈالا۔ اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ وبرباد ہوا، اور وہ کون چیز ہے جس نے انھیں (بنی اسرائیل کو) طرح طرح کی مصیبت وبلا میں گرفتار کیا، کبھی قتل ہوئے،

کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کیے گے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہو اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ توخود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، دیکھیے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ نے ابو درداء کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو درداء! ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی، انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیر! افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل وخوار ہونا۔ جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو وہ سند میں ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهٗ

یعنی بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے، ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی، قحط اور تنگی اور ظلمِ حکام میں مبتلا ہوں گے، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا بارانِ رحمت ان سے، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرماوے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو غیر قوم سے بجز لے لیں گے ان کے اموال کو۔ ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا، انھوں نے فرمایا: جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جابجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے: بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت علامتِ عتابِ الٰہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا وتضرع کے لیے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى [۱]

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا:

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ

اور جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لِىۡ وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ

اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتبِ حکمت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے۔ پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں، تم بادشاہوں کو بُرا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو۔

---

[۱] تحقیق فلاح پائی جس شخص نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی اور بعض نے تزکّٰی زکوٰۃ سے لیا ہے ظاہراً عمر بن عبد العزیز کے نزدیک یہی تفسیر ہے۔ ۱۲ منہ

میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضب ناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں، اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں۔ آسانی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لیے فصلیں مقرر کی جائیں۔

فصل نمبر ۱:

ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیوں کہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی:

اِنِّیْۤ اَرَی اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِکَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْہُ بِظُلْمَۃِ الْمَعْصِیَۃِ.

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکیٔ معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل نمبر ۲:

ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے اس مضمون کی حدیث اوپر آ چکی ہے۔

(جاری ہے)

؎ گناہوں سے نہ باز آئے اگر تم
عطا نسبت نہ ہوگی قلب و جاں کو

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسد کی بیماری اور اُس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کسی کے عیش و آرام کو دیکھ کر دِل کو صدمہ، رنج اور جلن ہونا اور اُس کے آرام وعیش کی نعمت کے ختم ہو جانے کو پسند کرنا ''حسد'' کہلاتا ہے، جو حرام ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔

البتہ ایسے شخص پر حسد جائز ہے جو خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو نافرمانی میں خرچ کر رہا ہو، اُس کے مال کے زوال کی تمنّا کرنا گناہ نہیں؛ کیوں کہ یہاں دراصل اس معصیت کے بند ہونے کی تمنّا ہے۔ حسد دراصل فیصلۂ الٰہی سے ناگواری کا نام ہے کہ ''ہائے! اُس کو خدائے تعالیٰ کیوں یہ نعمتیں دے رہے ہیں؟'' اور اُس کی نعمتوں کی تباہی سے دِل خوش ہو، اور اگر کسی کی نعمت دیکھ کر یہ تمنّا کرے کہ ہم کو بھی حق تعالیٰ اپنی رحمت سے عطا فرما دیں، تو اِس میں حرج نہیں، اس کو ''غبطہ'' کہتے ہیں۔

حسد سے دینی نقصان یہ ہے کہ سب نیکیاں ضائع ہو جائیں گی، اور دُنیا کا نقصان یہ ہے کہ حاسد کا دِل ہر وقت رنج وغم میں جلتا رہتا ہے۔

علاج:

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے حسد کی بیماری کا علاج دریافت کیا، آپ نے تحریر فرمایا کہ تین ہفتہ یہ عمل کر کے پھر اطلاع کرو۔

نوٹ: یہ مضمون احقر نے حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم [اب رحمہ اللہ تعالیٰ ہو گئے] سے سنا ہے۔

(۱)...... جس پر حسد ہو، اُس کے لیے ہر روز دُعا کا معمول بنا لینا۔

(۲)......اپنی مجالس میں اُس کی تعریف کرنا۔

(۳)......گاہ گاہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنا

(۴)......ناشتہ یا کھانے کی گاہ بگاہ دعوت کرنا۔

(۵)......جب سفر کرنا ہو، تو اُن سے ملاقات کر کے جانا اور واپسی پر کوئی تحفہ اُن کے لیے بھی لانا۔

تین ہفتہ کے بعد لکھا کہ حضرت! میری بیماری حسد کی آدھی ختم ہوگئی۔ تحریر فرمایا کہ تین ہفتہ پھر یہی نسخہ استعمال کریں۔ تین ہفتہ کے بعد لکھا کہ حضرت! اب تو بجائے نفرت اور جلن کے اُن کی محبت معلوم ہونے لگی ہے۔

یہ دوا تلخ تو ہوتی ہے، لیکن حلق سے اُتارنے کے بعد کیسا دِل کو چین عطا ہوا! ورنہ تمام زندگی حسد کی آگ سے تباہ رہتی اور سکون وچین سب چھن جاتا اور آخرت الگ تباہ ہوتی۔ حسد کی اصلاح کے بارے میں حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو
کفِ افسوس تم کیوں مَل رہے ہو
خدا کے فیصلے سے کیوں ہو ناراض
جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو

(از صدائے غیب، مؤلفہ احقر اختر عفی عنہ)

(**ماخذ**: رُوح کی بیماریاں اور اُن کا علاج، حصہ اوّل)

(بقیہ صفحہ ۸) زندگی کے لیے وقف ہوتی ہے، اور کافر آخرت کی زندگی کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے:

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا. (الانعام: ۲۹، المؤمنون: ۳۷)

''نہیں ہے مگر صرف دُنیا کی زندگی''۔ (لمعات)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(قسط نمبر:۲)

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی قرآنی سورتیں، آیتیں اور مسنون دُعائیں

محمد ارمغان ارمان

میرے پیارے شیخ و مُرشد حضرت والا مُجدّدِ زمانہ نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ ''اللہ سے ایسا تعلق ہو جائے کہ اپنے مولیٰ کو ناراض کرنے سے موت بہتر سمجھے، دوزخ کی تکلیف سے زیادہ اپنے مالک کو ناخوش کرنا سمجھتا ہو، کیوں کہ حدیث سے اس کا اِستدلال ہوتا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ''.[۱۲]

کیوں کہ رضائے مولیٰ جنّت سے اور ناراضگیٔ مولیٰ جہنّم سے مقدّم ہے۔ یہ مضمون حضرت والا مُرشدی اکثر وبیشتر بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس درجہ کا حُصول وِلایت میں ''صِدّیقیت'' کا اعلیٰ مقام ہے۔ چُناں چہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہر سیکنڈ اپنے قلب و جاں کو اس طرح سے چِپکا کے رکھو کہ سارا عالَم، وزارتِ عظمیٰ، سلاطین کے تخت و تاج، حسینوں کا نمک اور ایک اعشاریہ حُسن بھی آپ کو الگ نہ کر سکے، اللہ سے اسی چِپکنے اور چمٹنے کا نام ''ولایتِ صِدّیقیت'' ہے، یہ تعریف میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔[۱۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوفِ خدا اَور رونے کی کیفیت:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ خوف وخشیّتِ الٰہی کا غلبہ رہتا تھا، احوالِ قیامت و فکرِ آخرت سے مغموم اور دینِ اسلام اور اُمّت کے لیے متفکر، غمگین اور رَنجیدہ رہا کرتے تھے۔ اسی طرح تیز آندھی ہو یا کالے بادل، سورج گرہن ہو یا چاند گرہن، قیامت و جہنّم وغیرہ کا منظر پیش کرتی آیاتِ قُرآنیہ ہوں یا عذاب و عتاب والی جگہ سے گزر ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوف وخشیّتِ الٰہی کے آثار اور پریشانی واضح دِکھائی دیتی تھی اور خوب گریہ وزَاری کرتے تھے۔

اسی لیے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''قسم ہے اس ذات کی، جس

---

۱۲ تفسیر اللباب لابن عادل: ۵۱۹/۱۷، تحت سورۃ الفتح: ۲۹، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۱۳ آفتابِ نسبتِ مع اللہ: ۱۴۱، ط: کتب خانہ مظہری کراچی۔

کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم اس چیز کو جان لو' جس کو مَیں جانتا ہوں، تو یقیناً تمھارا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے"۔[۱۴] کیوں کہ آپ کو معرفتِ کاملہ حاصل تھی۔ چُناں چہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبر دار! مَیں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں، اور تم سے زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہوں"۔[۱۵]

حضرت صفوان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خوفِ خدا اَور عذابِ الٰہی سے ڈر کر) "آہ، آہ" فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "آہ! اللہ کے عذاب سے۔ آہ! قبل اس سے کہ آہ کرنا نفع نہ پہنچائے"۔[۱۶]

وقفہ وقفہ سے آہ کی آواز

آتشِ غم کی ترجمانی ہے

تمام مخلوقات میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود سیّد الانبیاء خاتم المرسلین حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یوں ارشاد فرماتے کہ "خدا کی قسم! یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟"۔[۱۷] اَللّٰہُ اَکْبَر!

حضرت عبداللہ بن شِخِّیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے' اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی، جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔[۱۸]

---

[۱۴] عن أبي هريرة رضي الله عنه، رواه البخاري، كذا في المشكاة المصابيح: ۱۴۶۷/۳ (۵۳۳۹)، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الاوّل، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

[۱۵] عن أنس رضي الله عنه، متفق عليه، كذافي المشكاة: ۵۲/۱ (۱۴۵)، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاوّل۔

[۱۶] سبل الهدىٰ والرشاد للصالحي: ۵۶/۷، جُماع أبواب صفاته المعنوية صلى الله عليه وسلم، الباب الحادي عشر: في خوفه وخشية وتضرعه، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۱۱۴/۵، ط: زمزم پبلشرز کراچی۔

[۱۷] عن أم العلاء الأنصارية رضي الله عنها، رواه البخاري، كذا في المشكاة: ۱۴۶۷/۳ (۵۳۴۰)، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الاوّل۔

[۱۸] شمائل ترمذی، باب ما جاء فی بکاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، مع اُردو ترجمہ وشرح خصائلِ نبوی للکاندھلوی: ۳۵۷، ط: مکتبۃ البشریٰ کراچی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے (رونے اور کراہنے کی وجہ سے) جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی' جیسے دیگ سے (اُبلنے اور پکنے کی) آتی ہے، حتیٰ کہ مدینہ کے گلی کُوچوں میں سُن پڑتی تھی۔[19]

علامہ مناوی نے لکھاہے کہ یہ رونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وراثت میں ملا تھا۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے سینے سے رونے کے گھٹن کی' ہانڈی کے جوش مارنے کے مِثل ایسی آواز سنائی دیتی، جو ایک میل کی مسافت سے سنائی دیتی تھی۔[20] اور لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قیامت کا ذکر کیا جاتا، تو قیامت کو یاد کر کے اس قدر چیخ مار کر روتے' جیسے گائے ڈَکارتی ہے۔ انبیا اور اَولیا کی بیشتر یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ خوفِ خدا سے چیخ کر روتے ہیں۔[21]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مَیں نے دیکھا کہ رات میں سب آرام کر رہے ہیں' سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے' اور رو رہے تھے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔[22]

خوفِ خدا کی سات علامات:

چوتھی صدی کے عظیم فقیہ علّامہ ابو اللّیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے:

(۱) آدمی کی زبان پر اس کا اثر ہوتا ہے؛ وہ جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی کو چھوڑ کر' اپنی زبان کو ذکر اللہ، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر علمی باتوں میں لگاتا ہے۔

(۲) اپنے پیٹ کے معاملہ میں خوف کھانے لگتا ہے؛ کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے سوا کوئی چیز نہیں کھاتا، اور حلال بھی بقدرِ ضرورت کھاتا ہے۔

(۳) اس کی نگاہ پر اثر پڑتا ہے؛ کہ وہ حرام کی طرف اور دُنیا کی طرف رَغبت اور شوق کی نظر

---

[19] عوارف المعارف للسهروردي: ۱۳۸، الباب الثامن والثلاثون: في ذكر آداب الصلاة وأسرارها، ط: دار المعارف القاهرة۔ واتحاف السادة للزبيدي: ۲۳/۳، كتاب أسرار الصلاة، ط: مؤسسة التاريخ العربي۔

[20] شرح مناوي: ۱۱٦، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۱۰۹/۵. وعوارف المعارف، احياء علوم الدين، تنبيه المغترين وغيرهم۔

[21] شرح مناوي: ۱۱۷، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۱۰۸/۵، وغیرہ۔

[22] مسند الإمام أحمد: ۲۹۹/۲ (۱۰۲۳)، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سے نہیں دیکھتا، بلکہ جب بھی دیکھتا ہے' عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ [یہاں نامحرم عورتوں اور اَمردوں کو دیکھنا مُراد نہیں، کیوں کہ ان کو نگاہِ عبرت سے بھی دیکھنا ناجائز ہے]

(۴) اپنے ہاتھ کے معاملہ میں ڈرنے لگتا ہے؛ کہ کبھی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا' بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف پھیلاتا ہے۔

(۵) اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف نہیں چلاتا۔

(۶) اپنے قلب کو باہمی بغض و عداوت اور حسد سے پاک صاف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور شفقت کے جذبات سے معمور کرتا ہے۔

(۷) طاعت وعبادت کر کے بھی رِیا اور نفاق وغیرہ آفات سے ڈرتا رہتا ہے۔[۲۳]

رونا، گڑگڑانا اور آنسو بہانا:

۔ آنکھیں خدا کے خوف سے جن کی ہیں اَشکبار
دراصل ہیں وہ رحمتِ باری کی آبشار

۔ جو گِرے اِدھر زمیں پر مِرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مِری بندگی کا تارا

اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیّت، محبّت وعظمت اور اُس کی یاد میں آنسو بہانا ایک بہت بڑی نعمت ہے، عاشقانِ خدا رونے تڑپنے میں جو سُکون وطمانیت کی دولتِ عظمیٰ پاتے ہیں، اس کا اِدراک اہلِ دُنیا کو نہیں ہو سکتا۔

لذّتِ ذکر ہے قلب و جاں میں
کیسی لذت ہے آہ و فُغاں میں

ہمارے اکابر واسلاف خوف وخشیّتِ الٰہی، فکرِ آخرت، عشق ومحبّت اور معرفت کے جذبے سے سرشار، راتوں کو اُٹھ کر پُھوٹ پُھوٹ کر رونے اور آہیں بھرنے والے تھے۔

یہی عاشقوں کا شیوہ یہی عاشقوں کی عادت
کبھی گِریہ و بُکا ہے کبھی آہِ سرد بھرنا

۲۳۔ تنبیہ الغافلین للسمرقندي: ۳۰۵، باب خوف اللّٰہ تعالٰی، ط: مکتبۃ الإیمان القاھرۃ۔

کیوں کہ ایک بندے کا ایمان جتنا قوی ہو گا، اتنا ہی اس کے اندر خوف وخشیّتِ الٰہی اور فکرِ آخرت زیادہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے غافل رہنا، موت کو بھول جانا اور آخرت کی فکر نہ ہونا، در حقیقت ایمان کے ضعف کی علامت اور لمحۂ فکریہ ہے۔ چُناں چہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومن کا خوف اور اس کا حزن اس کے نُورِ بصیرت کے اندازہ پر ہوتا ہے (بس جس قدر نُورِ بصیرت ہو گا، اتنا ہی خوف وحزن ہو گا)۔[۲۴]

اور حدیث شریف میں ہے کہ مومنوں میں سب سے زیادہ "صادق الایمان" وہ ہے جو دُنیا کے حالات میں سب سے زیادہ غور کرنے (اور ان سے عبرت حاصل کرنے) کا عادی ہو، اور سب سے زیادہ جنّت میں وہ شخص خوش ہو گا، جو سب سے زیادہ دُنیا میں (اپنے اعمال اور سُوئے خاتمہ کے خوف سے) روتا ہے۔[۲۵] (جاری ہے)

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خواجہ مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ صفحہ ۲۲) پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد وبغض نہ کرے۔ (۳۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر اِمکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔ (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے، اُن میں باہم صلاح کرا دے۔ (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹) اس کو کسی طرح کا ضَرر نہ پہنچائے؛ نہ مال میں، نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر سواری پر سوار نہ ہو سکے، یا اس پر اسباب نہ لاد سکے، تو اس کو سہارا لگا دے۔ (۴۱) اس کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ (۴۲) تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ جن لوگوں کے حقوق اُوپر مذکور ہو چکے ہیں، وہ حقوق خاص ہیں، اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں۔ (جاری ہے)

---

۲۴ تنبیہ المغترین للشعراني: ۸۴، الباب الاوّل، اُردو ترجمہ احوالِ صادقین: ۱۳۶۔

۲۵ المرجع السابق، اُردو ترجمہ: ۱۳۵۔

خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ میں فیض تھانوی

مولانا محمد آصف انبالوی (مدرس صیانۃ العلوم لاہور)

۲۸ فروری ۲۰۱۶ء کو ضلع سرگودھا کے قصبہ میں حضرت قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب کی دعوت پر فاروقہ کی خانقاہ اختریہ مقیمیہ میں حاضری ہوئی۔ عشاء کی نماز کے وقت خانقاہ کی مسجد میں حضرت ابن فقیہ العصر مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم کی اقتدا میں نماز عشاء پڑھی، نماز کے بعد مختلف علما سے ملاقاتیں ہوئیں۔ فاروقہ میں اس نوعیت کا اجتماع پہلے شاید کبھی نہ ہوا تھا بلکہ شاید نہیں یقیناً ایسا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

لاہور، سرگودھا شہر، گجرانوالہ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان سے علما و سالکین کی آمد تھی، محترم و مکرم جناب قاری صاحب مدظلہم کے مریدین جو نہایت متواضع اور بات کرنے میں نہایت مؤدب نظر آئے سب سے بڑھ کر مریدین کا لباس اور باشرع چہرے دیکھنے والے کو بہت متاثر کر رہے تھے۔ یہ تو مریدین تھے اس سے بڑھ کر اس مجلس کی سب سے بڑی خاصیت یہ تھی کہ تھانوی سلسلہ کے دو عظیم بزرگ اس مجلس میں موجود رہے اور اس مجلس میں علم و حکمت کے دریا بہاتے رہے۔ جس کی مختصر روئیداد قلم بند کرتا ہوں۔

اس مجلس کا باقاعدہ آغاز کتاب اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کرنے والے پیر جی قاری عبید اللہ ساجد صاحب کے بڑے صاحبزادے جناب قاری حماد اللہ ساجد صاحب تھے نہایت ہی عمدہ انداز میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد نعت شریف کا سلسلہ شروع ہوا مختلف نعت پڑھنے والوں نے نعت پڑھی، حمد و نعت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضرت قاری عبید اللہ ساجد صاحب کے مریدین بھی تھے (ان مریدین کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اپنے پیر اور دادا پیر حضرت ڈاکٹر عبد المقیم صاحب مدظلہ کی موجودگی میں نعت پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی)۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم کی سرپرستی:

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم نے سرپرستی کا حق ادا کر دیا مجلس شروع ہوئی، حضرت اسٹیج پر

پہنچے اور تقریباً مسلسل تین گھنٹے (باوجود اس کمزوری کے جو بڑھاپے کی وجہ سے تھی) بیٹھے رہے۔ پھر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم نے باہر سے آئے ہوئے طلباء وعلماء کو اجازات سے نوازا۔

راقم کو ۱۵ مئی ۲۰۱۳ء کو حضرت نے شمائل شروع کروائی تھی، اس کے علاوہ بخاری شریف بھی حضرت ہی سے پڑھی اور تمام کتب حدیث کی اجازات حضرت نے اول وآخر پڑھوا کر بروز منگل ۱۱ رجب ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۳ء کو عطا فرمائی تھی۔ اس مجلس میں پھر سے شامل ہوا تاکہ برکات حاصل کرسکوں۔ ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی میں حضرت مفتی صاحب نے مسلسلات کی اجازت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے (۱) "المسلسل بالاولية" حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پڑھی اور ترجمہ بھی کیا تاکہ عوام الناس کو بھی سمجھ آسکے۔

(۲) "المسلسل بالمصافحة" کی اجازت دیتے ہوئے جب حدیث پاک کے ان الفاظ پر پہنچے "فَلَمْ اَرَ خَزّاً ،وَلا قَزّاً كَالْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" تو آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں، اور چند لمحات کے لئے آپ خاموش ہوگئے آپ کی اس خاموشی نے سارے مجمع پر ایک عجیب سی کیفیت طاری کردی

(۳) "المسلسل بالمشابكة" ہر ہر طالب علم سے تشبیک کی اور اجازت عطا فرمائی۔

(۴) "المسلسل بالضيافة على الاسودين" کی اجازت عطا فرمائی، اس موقع پر آبِ زم زم اور کھجوروں سے ضیافت بھی فرمائی۔

خود حضرت عبیداللہ ساجد صاحب نے بتایا کہ یہ کھجوریں وہی ہیں جو مفتی صاحب عمرہ کے سفر سے واپسی پر لائے تھے۔

(۵) "المسلسل بسورة الصف" کی اجازت عطا فرمائی اور مکمل سورت کی تلاوت فرمائی۔

(۶) "المسلسل بوضع اليد على الراس" کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

(۷) "المسلسل بالقبض على اللحية" کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

اور یہ سارا معاملہ ایک عوامی جلسہ میں ہوا لوگ بہت تعجب کرتے اور ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس کرتے رہے۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مد کی شبیہ کی زیارت کروائی۔ حضرت مفتی صاحب کو یہ مد اوراس کی اجازت شیخ ابوحمزہ ناصر بن محمد نے عنایت فرمایا تھا۔ مد پر مکمل سند لکھی ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ شیخ ابوحمزہ نے ابوداؤد شریف مکمل سنا کر مجھ ابو داؤد شریف کی سند بھی حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بچے (اسامہ بن خلیل) کا قرآن حفظ مکمل ہوا تھا، حضرت مفتی صاحب نے اس بچے کو قرآن مجید کا آخری سبق پڑھایا۔

اس مجلس کے اختتام پر حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب نے دعا فرمائی، یوں یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اور مسجد میں ہی تذکرۂ شیوخِ سلسلۂ تھانوی شروع ہوا، اکابر کا تذکرہ کرتے رہے۔

کھانے پر میزبان کی اصلاح:

مجلس کے بعد کھانے کا انتظام خانقاہ کے قریب ایک گھر میں تھا۔ ڈاکٹر صاحب، مفتی صاحب اور دیگر علما کے ساتھ جب دستر خوان پر پہنچے تو کھانا دستر خوان پر مہمانوں کا منتظر تھا ڈاکٹر صاحب نے شیخ عبیداللہ ساجد صاحب کے بڑے صاحبزادے کو بہت خوبصورت انداز میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ کھانا پہلے لگا دینا یہ کھانے کی بے ادبی ہے۔ لہٰذا جب کھانے والے پہنچ جائیں تب کھانا لگایا جائے۔

اس کے بعد حضرت شاہ ابرارالحق علیہ الرحمۃ کا تذکرہ شروع ہوا۔ مفتی صاحب فرمانے لگے کہ حضرت تو خلاف سنت کام برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے، جہاں کسی کو خلاف سنت کام کرتے دیکھتے اس کو فوراً روک دیتے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا۔ کہ نماز پڑھانے کے لیے حضرت تشریف لائے تو ایک صاحب نے اقامت شروع کی آپ نے فوراً روک دیا اور دوسرے صاحب سے فرمایا: تم پڑھو۔ انہوں نے بھی خلاف سنت پڑھا تو فرمایا کوئی اور پڑھے۔ میں نے پڑھی دل تو ڈر ہی رہا تھا مگر حضرت کے ہاں سے پاس ہو ہی گئی ،۔ بعد میں جو قریب تھے انہوں نے مجھے کہا: ڈاکٹر صاحب اگر آج آپ نہ ہوتے تو ہم بھی پھنس جاتے۔

ساتھ ہی مفتی حبیب اللہ صاحب نے اپنی بات شروع کی اور بتایا، کہ حج کے (باقی صفحہ ۷ پر)

تزکیۂ نفس و اصلاحِ اخلاق کے لیے مجالسِ اہل اللہ کیمیا اثر کی تاثیر رکھتی ہیں۔

ساہیوال (ضلع سرگودھا) **اور اس کے قُرب وجوار کے**

عاشقانِ خدا کے لیے عظیم خوشخبری

فَقیہِ وقت اُستاذ الفُقہاء، پیرِ طریقت

حضرت مولانا مُفتی سیّد عبد القدّوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

خلیفہ مجازِ بیعت

شیخ المشائخ رئیس المحدّثین شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ تعالیٰ

کی

ماہانہ اصلاحی مجلس

کا آغاز ہو چکا ہے اَلحمدُ لِلّٰہ!

ہر انگریزی مہینے کی
پہلی اتوار کو بعد نمازِ عصر

بمقام:

جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

کافی عرصہ سے سالکینِ طریقت کی جانب سے اصلاحی مجلس کے انعقاد کے لیے تقاضا کیا جا رہا تھا، بطورِ نمونہ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوحماد قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ آج شب (۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز منگل) اخی المکرّم حضرت مولانا مفتی سیّد عبد القدوس ترمذی صاحب مدظلہٗ سے بات ہوئی، ناکارہ نے عرض کیا کہ خانقاہی طرز پر آپ ایک دِن مختص فرمائیں۔ انکساری و تواضع سے جواب دیا کہ ''ہمت نہیں ہو رہی، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہما بھی فکر مند ہیں۔ دارُالعلوم کراچی کی نئی تعمیرات میں خانقاہ کا نقشہ بھی زیرِ مشورہ ہے''۔ پھر دوسرے موقع پر فرمایا کہ ''ایک دِن کا تعین کا مشورہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہٗ سے کروں گا''۔ (محمد ارمغان ارمان)

بزرگوں کی مشاورت اور اُن کی دُعاؤں کی برکت سے ماہِ جنوری ۲۰۱۷ء سے ماہانہ اصلاحی مجلس کا آغاز ہو چکا ہے، اس لیے باقاعدگی سے ضرور شرکت فرمائیں۔

بندہ کا کام ہمت ہے اور تکمیل کا کام حق تعالیٰ کا

فرمایا کہ بندہ کو چاہیے کہ خود ہمت کرے، پھر اس کی تکمیل حق تعالیٰ خود کر دیتے ہیں۔ جیسے باپ جب دیکھتا ہے کہ بچہ دس قدم چلا اور گر گیا، تو خود ہی رحم کھا کر اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو گود میں اُٹھا لیتا ہے۔ تو جیسے باپ چاہتا ہے کہ بچہ اپنی طرف سے کوشش کرے چلنے کی، اسی طرح حق تعالیٰ ہماری طلب کو دیکھنا چاہتے ہیں، مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم تو سر کتے ہی نہیں اپنی جگہ سے۔

جَاھَدُوْا سے کیا مراد ہے؟

فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا میں جَاھَدُوْا سے مراد غور و فکر، دُعا و اِلتجا، سعی و کوشش (ہے)۔ حق تعالیٰ کے سامنے اِلحاح وزاری، تواضع و خاکساری' یہ چیزیں پیدا کرو، رونا و چلانا شروع کرو، نخوت و تکبر کو دماغ سے نکال کر پھینک دو۔ اس کے بعد وُصول میں دیر نہیں ہوتی، بجز اس حالت کے پیدا کیے ہوئے کامیابی مشکل ہے۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نگیرد فیض شاہ

[ترجمہ: فہم و خاطر (یعنی عقل اور طبیعت کو) تیز کرنا یہ حق تک پہنچنے کی راہ نہیں ہے، بلکہ شکستگی (عاجزی) کی ضرورت ہے، بجز شکستہ لوگوں کے فضلِ خداوندی کسی کو قبول نہیں کرتا۔ (کلیدِ مثنوی:۱۷۶)]

از: حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

(ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ:۵۹،۶۰)